سُرورِ میلاد شریف پر (بسلسلہ بارہ وفات) منکرین کے اعتراضات کا
محققانہ اور مُسکت جواب۔ ہر میلاد منانیوالے محبِّ نبوی کیلئے قابلِ مُطالعہ

۱۲۔ ربیع الاوّل

میلاد النّبی یا وفات النّبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

علاّمہ مُفتی مُحمّد اشرفُ القادری

ناشر: اہلسُنّت اکیڈمی
خانقاہ قادریہ عالمیہ
نیک آباد گجرات

سلسلہ اشاعت : 7

نام کتاب .... ۱۲ ربیع الاوّل میلادُ النّبی یا وفاتُ النّبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

تالیف .... علامہ مفتی محمد اشرف القادری

تاریخ تالیف .... ربیع الاوّل ۱۹۸۷ء

تاریخ اشاعت .... ربیع الاوّل ۱۹۸۷ء

بار ششم .... ربیع الاوّل ۱۴۲۱ھ / جون ۲۰۰۰ء

صفحات ۳۲

تعداد ۲۲۰۰

کمپوزنگ .... محمد عثمان علی قادری

پروف ریڈنگ .... علامہ مفتی محمد اشرف القادری

ناشر .... اہلِ سنّت اکیڈمی، خانقاہ نیک آباد، گجرات

ہدیہ ....

بارہفتم .... شوال المکرم ۱۴۲۲ھ جنوری ۲۰۰۲ء

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ قادریہ عالمیہ، نیک آباد بائی پاس روڈ گجرات

☆ مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور ☆ مکتبہ قادریہ، داتا دربار مارکیٹ لاہور ☆ مسلم کتابوی، داتا دربار مارکیٹ لاہور ☆ شبیر برادرز، اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ ضیاء الدین پبلی کیشنز، کھارادر، کراچی ☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کھارادر، کراچی ☆ مکتبہ رضویہ، آرام باغ کراچی ☆ مکتبہ ضیائیہ رضویہ، بوہڑ بازار، گلی تار گھر والی راولپنڈی ☆ مکتبہ عرفات، بوچڑ خانہ روڈ سیالکوٹ ☆ قادری کتب خانہ، 90 سیٹھی پلازہ سیالکوٹ ☆ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور ☆ مکتبہ ضیاء السنۃ، جامعہ مسجد شاہ سلطان کالونی ریلوے روڈ ملتان ☆ مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ سکھر ☆ مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے. فیصل آباد۔

فہرست مضامین

تمّت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلِ سنّت و مفتیان شریعت اس بارے میں کہ دیوبندی واہلِ حدیث حضرات نے ایک اشتہار بعنوان "دعوتِ فکر" شائع کیا ہے۔ جس کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے:

"۱۲ ربیع الاول نبی علیہ السلام کا یوم وفات ہے۔ اس روز خوشیاں منانے والے اپنے نبی ﷺ کی وفات پر خوشیاں مناتے ہیں۔ ان کا ضمیر و ایمان مردہ ہے۔ ان کو نہ اپنے نبی کا پاس ہے، نہ ان سے حیاء۔ یہ لوگ روزِ قیامت خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟ وغیرہ وغیرہ"

سمجھدار لوگ تو اسے دیکھتے ہی "لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن" پڑھتے ہیں۔ البتّہ بعض سادہ لوح مسلمانوں کو اس سے اُلجھن ہو سکتی ہے۔ لہذا مذکورہ بالا اشتہار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل امور

کی وضاحت فرمائی جائے:

(۱) کیا واقعی بارہ ربیعُ الاوّل کو مسلمان نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی (مَعاذ اللہ) خوشیاں مناتے ہیں؟

(۲) ربیعُ الاوّل کی بارہویں تاریخ یوم وفاتِ نبوی ہے یا یوم میلاد نبوی؟

(۳) اگر ربیعُ الاوّل یومِ میلاد بھی ہے اور یومِ وفات بھی، تو اس روز اہلِ سنّت صرف میلاد کی خوشی کیوں مناتے ہیں؟ وفات کی غمی کیوں نہیں مناتے؟ بینوا! وتوجروا!

سائل:

(مولانا) عبدالخالق نقشبندی، خطیب جامع مسجد باری والی، گجرات۔

الجواب بِعَوْنِ الْعَلَّامِ الْمِنعَامِ الْوَهَّابِ

بِسْمِ اللّٰہِ، مَاشَآءَ اللّٰہُ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ.

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْحَبِیْبِ الْکَرِیْمِ.

تینوں سوالات کے جوابات علی الترتیب درج ذیل ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں:

مسئلہ : ۱

وفات پر خوشی؟

بیشک میلادِ مُصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اہلِ جہان کے لئے اللہ کی بے مثل رحمت، اور اس کا فضلِ عظیم ہے۔ اور ارشادِ ربّانی ہے :

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا." (۱)

(اے محبوبؐ!) فرما دیجئے! اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کے آنے) پر چاہیئے کہ لوگ خوشی منائیں۔"

اسی لئے مسلمان بارہ ربیعُ الاَوّل کو میلادِ مُصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یعنی حضور سیدِ عَالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتے ہیں۔ اور یہ بات اتنی صاف اور واضح ہے کہ کسی ان

---

(۱) "القرآن" سورہ یونس (۱۰: ۵۸)۔

پڑھ سے ان پڑھ مسلمان یا چھوٹے سے بچے سے بھی اگر پوچھا جائے کہ اُس روز مسلمان کس بات کی خوشی مناتے ہیں؟ تو وہ بھی یہی جواب دے گا:

؎ خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

اس کے باوجود منکرینِ شانِ رسالت نے جو وفات کی خوشی منانے کا سفید جھُوٹ، اور کھُلم کھلا بہتان گھڑ لیا ہے، اس سے نہ صرف انہوں نے امانتِ علمی و دیانتِ اسلامی کا خون کیا ہے، بلکہ اس بات کا ثبوت بھی فراہم کر دیا ہے کہ ان علم و تحقیق کے دعویداروں کے پاس، جشنِ میلاد شریف کو حرام ثابت کرنے کے لئے، قرآن و سنّت سے ایک بھی صحیح اور صاف دلیل موجود نہیں، ورنہ انہیں یہ جھوٹوں کا ملغوبہ تیار کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ بہر حال یہ بے شرم الزام، باطلِ محض ہے۔

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ. وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ. فقط وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ، وَرَسُوْلُهُ الْاَكْرَمُ. صَلَّى اللّٰهُ تعالیٰ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ.

مسئلہ : ۲

۱۲ ربیع الاول یوم وفات نہیں !!!

تاریخِ وفات کی روایات کا تنقیدی جائزہ

وفات نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے چار قسم کی روائتیں منقول ہیں :

(۱) ۱۲ ربیعُ الاوّل۔ یہ روایت حضرت عائشہ اور حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہُم سے منسوب ہے۔

(۲) ۱۰ ربیعُ الاوّل۔ یہ حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

(۳) ۱۵ ربیعُ الاوّل۔ مروی از حضرت اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۴) ۱۱ ماہِ مقدّس رمضان المبارک۔ اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی طرف منسوب

ہے۔ (۱)

پہلی روایت

پہلی روایت کہ جس میں وفاتِ نبوی بارہ ربیعُ الاوّل کو بتائی گئی ہے، اس کی سند میں "محمد بن عمر الواقِدی" ایک راوی ہے۔ جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ، امام علی بن مدینی، امام ابو حاتم الرّازی اور نَسائی نے مُتّفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ امام یحییٰ بن مُعین نے کہا کہ واقِدی ثِقہَ (قابل اعتبار) نہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا واقِدی کذّاب ہے، حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا تھا۔ بخاری اور ابو حاتم رازی نے کہا کہ واقِدی متروک ہے۔ مرہ نے کہا کہ واقدی کی حدیث نہ لکھی جائے۔ ابنِ عدی نے کہا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں۔ ذہبی نے کہا واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر ائمۂ جرح و تعدیل کا اجماع ہے۔ (۲)

لہذا بارہ ربیعُ الاوّل کو وفات بتانے والی روایت پایہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے۔ اِس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جا سکے۔

خیال رہے کہ بعض محقّقین محدثین نے واقِدی کی توثیق بھی کی ہے۔ جس کی بناء پر بعض ائمۂ فقہاء نے واقِدی کو "ثِقہَ" قرار دیا

---

(۱) روایت ۱، ۲: "البداية والنهاية" (۲۵۶/۵)، طبع بیروت۔ روایت ۳، ۴: "وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى": السمهودی (۳۱۸/۱)، طبع بیروت۔

(۲) "ميزان الاعتدال فی نقد الرجال" (۴۲۵/۲، ۴۲۶)، مطبوعہ ہند قدیم۔

ہے۔ان حضرات کے مطابق اگر ''توثیقِ واقدی'' کے مسلک کو ترجیح دی جائے تو بھی بارہ وفات والی روایت شدید مجروح و نا قابلِ اعتماد ہونے سے بچ نہیں سکتی۔ کیونکہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت کی سند میں واقدی کے علاوہ اُن کا شیخ ''محمد بن عبداللہ بن ابی سبرہ'' بھی پایا جاتا ہے، جس کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

''وہ حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔'' (۱)

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی روایت کی سند میں واقدی کا شیخ ''ابراہیم بن یزید'' پایا جاتا ہے۔ جو کہ ''سخت ضعیف، نا قابلِ احتجاج ہے۔'' (۲)

دوسری روایت

روایت دوم کی سند میں ایک راوی ''سیف بن عمر'' ضعیف ہے۔ اور دوسرا راوی ''محمد بن عبید اللہ العزرمی''

---

(۱) ''میزان الاعتدال'': الذهبی ''حرف المیم، المحمدون، محمد بن عبدالله بن ابی سبرة'' (۲/۳۹۷)، طبع قدیم، مطبع انوار محمدی، لکھنو۔

(۲) ''میزان الاعتدال فی نقد الرجال'': الذهبی ''حرف الالف، ابراهیم بن یزید المدنی، وابراهیم بن یزید بن مردانبه'' (۱/۳۱)، طبع قدیم، مطبع انوار محمدی، لکھنو۔

متروک ہے۔ (۱)

تیسری و چوتھی روایت

اور روایت سوم اور چہارم کی سند کتب مطبوعہ حدیث میں دستیاب نہیں۔

حاصل یہ کہ بارہ ربیعُ الاوّل کو یومِ وفات قرار دینا، نہ تو صحابہؓ کرام سے ثابت ہے، اور نہ ہی ثقاتِ ائمہؒ تابعین سے صحّت تک پہنچ سکا ہے۔ لہذا بعد کے کسی مؤرّخ کا بارہ کو تاریخِ وفات قرار دینا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

مقامِ غور ہے کہ جب وفاتِ نبوی کے چشم دید گواہ صحابہؓ کرام اور ان کے شاگرد ثقاتِ ائمہؒ تابعین سے یہ قول صحّت کے ساتھ ثابت نہیں، تو بعد کے مؤرّخ کو کس ذریعے سے یہ معلوم ہو گیا کہ وفاتِ نبوی بارہ ربیعُ الاوّل کو ہوئی؟

ہیئت و تقویم

قانونِ ہیئت و تقویم کے لحاظ سے بھی بارہ ربیعُ الاوّل کو وفات نبوی کسی طرح ممکن نہیں۔ امام ابو القاسم عبد الرحمٰن السہیلی (المتوفیٰ

---

(۱) "تقریب التہذیب": العسقلانی (ص ۱۴۲، ۲۰۳)۔
و "خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال": الخزرجی (ص ۱۶۱، ۳۵۰)۔

۱۷۵ھ) جو کہ مشہور و محقّق محدث و مؤرّخ ہیں، فرماتے ہیں :

"وَكَيفَ مادَارَ الحَالُ علىٰ هٰذا الحِسَابِ، فَلَمْ يَكُنِ الثَّانِىْ عَشَرَ مِنْ رَّبِيعُ الْاَوَّلِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ بِوَجْهٍ." (۱)

"اِس حساب پر کسی طرح بھی حال دائر ہو، مگر بارہ ربیعُ الاوّل کو (یومِ وفات) "سوموار" کسی صورت نہیں آسکتا۔

یہی مضمون نہایت زوردار الفاظ میں مشہور محقّقین و مؤرّخینِ اسلام امام محمد شمسُ الدّین الذّہبی، حافظ ابنِ حجر العسقلانی، امام ابوالیمن ابنِ عساکر، حافظ ابنِ کثیر، امام نورُ الدّین علی بن احمد السّمہودی، امام علی بن برہانُ الدّین الحلبی وغیرہم نے بھی بیان فرمایا ہے۔ (۲)

الغرض بارہ ربیعُ الاوّل کا یومِ وفات ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ نہ عقلاً، نہ نقلاً، نہ روایۃً، اور نہ درایۃً۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

---

(۱) "الروض الانف شرح سيرة ابن هشام": السهيلى (۳۷۲/۲)، بيروت۔
(۲) "تاريخ الاسلام": الذهبى "جزء السيرة النبويه (۳۹۹/۱)، طبع بيروت۔
و "وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى": السمهودى (۳۱۸/۱)، بيروت۔
و "البداية والنهاية": ابن كثير (۲۵۶/۵)، طبع بيروت۔
و "فتح البارى شرح صحيح البخارى": العسقلانى (۱۲۹/۸) طبع لاهور۔
و "السيرة الحلبية": على بن برهان الدين الحلبى (۴۷۳/۳)، بيروت۔ وغيرها

تاریخِ وفاتِ نبوی

صحابۂ کرام میں سے سیّدنا عبداللہ بن عبّاس (۱)، وسیّدنا انس بن مالک (۲) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، اور ان کے تلامذہ اکابرِ ائمۂ تابعین میں سے امامِ شہید حضرت سعید بن جُبیر (۳)، امامِ سلیمان بن طرخان التّیمی (٤)، حضرت عنترہ بن عبدُالرّحمٰن الشّیبانی (٥)، حضرت سعد بن ابراہیم الزُّہری (٦)، حضرت محمد بن قَیس المدنی (۷)، اور امامِ محمد باقر بن امام زینُ العابدین سے جیّد سندوں کے ساتھ دو ربیعُ الاوّل کو، اور حضرت عُروَہ بن زبیر، حضرت موسیٰ بن عقبہ، امام ابنِ شہاب زُہری، امام لیث بن سعد، امام ابو نُعَیم الفضل بن دُکین سے یکم ربیعُ الاوّل کو وفاتِ نبوی ہونا مروی ہے۔(۸) رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنۡھُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ. یکم اور دوم میں کوئی فاصلہ نہ ہونے، اور اس زمانے کے حالات کی بناء پر

---

(۱) ''تفسیر جامع البیان'': الطبری (٦/٥١)، طبع بیروت۔

(۲) ''تاریخ الامم والملوك'': الطبری (۳/۱۹۷)، طبع بیروت۔

(۳) ''الاتقان فی علوم القرآن'': السیوطی (۱/۲۷)، طبع لاہور۔

(٤) ''دلائل النبوۃ'': البیہقی (۷/۲۳٤)، طبع بیروت۔

(٥) ''معالم التنزیل'': البغوی، بہامش الخازن (۲/۱۰)، طبع القاھرہ۔

(٦) ''البدایة والنهایة'': ابن کثیر (٥/۲٥٥)، طبع بیروت۔

(۷) ''البدایة والنهایة'': ابن کثیر (٥/۲٥٥)، طبع بیروت۔

(۸) ''البدایة والنهایة'': ابن کثیر (٥/۲٥٥)، طبع بیروت۔

دونوں میں تطبیق مشکل نہیں ہے۔ لہذا یہ دونوں قول تقریباً ایک ہی ہیں۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے مفصّل بحث کر کے دوم ربیعُ الاوّل کو ترجیح دی، اور بارہ ربیعُ الاوّل کے یوم وفات ہونے کی روایت کو عقل و نقل کے خلاف ثابت کر کے، اسے راوی کا وہم اور غلط قرار دیا ہے۔ (۱)

نیز جمہورِ مفسّرین، و محدّثین کا بھی اسی پر اجماع ہے۔ اس پر قریباً تمام کتبِ تفسیر شاہد عدل ہیں۔ (۲)

جبکہ مشہور و مستند دیوبندی مؤرّخ علاّمہ شبلی نعمانی نے یکم ربیعُ الاوّل کو یومِ وفات قرار دیا ہے۔ (۳)

محمد بن عبدُالوہاب نجدی کے صاحبزادے شیخ عبداللہ نجدی نے آٹھویں ربیعُ الاوّل کو یومِ وفات لکھا ہے۔ (٤)

فَقَط. وَاللّٰهُ تَعَالىٰ اَعْلَمُ، وَرَسُوْلُهُ الْاَكْرَمُ. صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

---

(۱) "فتح الباری شرح صحیح الخاری": العسقلانی (۱۳۰/۸)، طبع لاہور۔

(۲) "عامة كتب التفاسير" زیرآیۃ تکمیل دین ومابعد۔

(۳) "سیرة النبی": شبلی (۱۶۰/۲)۔

(٤) "مختصر سیرة الرسول": عبداللہ نجدی (ص۹)، طبع جهلم۔

بارہ ربیع الاول یوم میلاد ہے

ولادتِ نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہؓ کرام سے صرف ایک ہی قوی و مستند روایت بارہ ربیعُ الاوّل کی منقول ہے۔ سر دست ہم اسے صرف دو حدیثوں سے دکھاتے ہیں۔

پہلی حدیث

حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ (المتوفیٰ ۲۳۵ھ) نے نہایت ثقہ راویوں کے ساتھ روایت فرمایا:

"عَنْ عفّانَ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ مِینا، عَنْ جابِرِ وابنِ عبّاسٍ، انھُمَا قالَا وُلِدَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِیلِ، یَوْمَ الِاثْنَیْنِ، الثَّانِی عَشَرَ مِنْ شَھْرِ ربیعِ الاَوَّلِ." (۱)

---

(۱) "بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی": البناء (۲/۱۸۹)، مطبوعہ بیروت۔
و "البدایہ والنھایہ": ابن کثیر (۲/۲۶۰)، مطبوعہ بیروت۔

"عفّان سے روایت ہے، وہ سعید بن مِینا سے

راوی کہ جابر اور ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ

رسُولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت عَامُ الفِیل

میں، سوموار کے روز، بارہویں ربیعُ الاوّل کو ہوئی۔"

راویوں کی توثیق

اس کی سند میں پہلے راوی عفّان کے بارے میں محدّثین نے فرمایا کہ عفّان ایک بلند پایہ امام، ثقہ اور صاحبِ ضبط واِتقان ہیں۔ (۱)

دوسرے راوی سعید بن مِینا ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔ (۲)

دوسری حدیث

امام، حافظ، شمسُ الدّین، محمد، الذَّہبی، امامِ حاکم کی روایت سے لکھتے ہیں:

"یُونُسُ بنُ اَبِی اِسْحَاقَ، عَنْ اَبِیْہ،

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِی اللّٰہ

تعالیٰ عَنْھُمَا: وُلِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ

---

(۱) "خلاصة تذهيب تهذيب الكمال": الخزرجى (ص۲۶۸)، طبع بيروت۔

(۲) "خلاصة تذهيب تهذيب الكمال": الخزرجى (ص۱۴۳)، طبع بيروت۔
و "تقريب التهذيب": العسقلانى (ص۱۲۶)۔

وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِیْلِ لِاثْنَتَی عَشرَۃ لَیْلَۃً مَضَتْ

مِنْ رَبِیعُ الاوَّلِ." (۱)

"یونُس بن ابی اسحاق، اپنے والد گرامی

سے، وہ سعید بن جُبیَر سے، وہ حضرت عبدُاللہ بن

عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی

پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت

ہاتھیوں (کے کعبہ پر حملے) والے سال، ربیعُ الاوَّل

کی بارہ راتیں گذرنے پر ہوئی۔"

احادیث کے مشہور ناقد امامِ ذَہبی نے اس حدیث کو نقل

کرنے کے بعد اسے "مُسلِم کی شرط پر صحیح" قرار دیتے ہوئے، حسبِ

عادت "م" کی رمز ثبت فرمائی۔ لہذا ہم اسکے راویوں کی مزید توثیق

وتعدیل کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے۔ مذکور الصّدر

حضرت جابر وابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیث کی زبردست موید

صریح وصحیح، ہے۔ فَلْیُحْفَظْ.

حضرت جابر بن عبدُاللہ الانصاری اور حضرت عبداللہ بن

---

(۱) "تلخیص المستدرك علی الصحیحین": الذهبی (۲/۶۰۳)، بیروت۔

عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنھُم، ان دو جلیلُ القدر اور فقیہ صحابیوں کی صحیحُ الاسناد روایتوں سے ثابت ہوا کہ بارہ ربیعُ الاوّل ہی یومِ میلادِ سرکار ہے (علیہ الصلوۃ والسلام)۔ لٰہذا بعد کے مؤرِّخ کا کوئی قول، یا ظنّ و تخمین اس کے بالمقابل، لائقِ التفات و قابلِ قبول ہر گز نہیں ہو سکتا۔

اہلِ تحقیق کا اِجماع،

جمہورِ اہلِ اسلام کا مسلک

☆ چنانچہ حضرت زبیر بن بکّار، امام ابنِ عساکِر، امام جمال الدین ابنِ جوزی، اور ابنُ الجزّار وغیرہُم نے بارہ ربیعُ الاوّل کے یوم میلاد ہونے پر اہلِ تحقیق کا اِجماع نقل کیا ہے۔ (۱)

☆ اور یہی جمہورِ علماء، و جمہورِ اہل اسلام کا مسلک، اور ان میں مشہور ہے۔ (۲)

---

(۱) "السیرة الحلبیة": علی بن برهان الدین الحلبی (۹۳/۱). طبع بیروت۔
و "الزرقانی علی المواهب" (۱۳۲/۱)، طبع بیروت۔
و "ماثبت من السنة": الشیخ المحقق (ص۹۸). طبع السواد الاعظم لاهور۔
و "الشمامة العنبرية فی مولد خیر البرية": نواب صدیق حسن خان بهوپالی اهلحدیث (ص۷).

(۲) "البدایة والنهایة": ابن کثیر (۲۶۰/۲)، طبع بیروت۔
و "بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی": البناء (۱۸۹/۲۰)، بیروت۔
و "المورد الروی فی المولد النبوی": الملا علی القاری (ص۹۶)، مکة۔
و "حجة الله علی العالمین": النبهانی (۲۳۱/۱)، طبع لائلپور۔
و "ماثبت من السنة" (ص ۹۸)، طبع لاهور۔ (باقی بر صفحه آئنده)

☆ بارہ ربیع الاوّل ہی کے یومِ میلاد ہونے پر، قدیماً وحدیثاً، تمام اہلِ مکّہ مُتَفِق چلے آرہے ہیں۔ اور اسی تاریخ پہ حضور کی ولادت کے مکان شریف پر حاضر ہو کر میلاد شریف منانے کا قدیم سے اہلِ مکّہ کا معمول ہے۔(۱)

☆ بارہ ربیع الاوّل ہی کو میلاد شریف منانے کا اہلِ مدینہ کا معمول ہے۔(۲)

☆ اسی تاریخ کو تمام شہروں کے مسلمانوں کا جشنِ میلاد منانے کا معمول ہے۔(۳)

(بقیه حاشیه صفحه گذشته)

و "المواہب اللدنیة": القسطلانی۔
مع "الزرقانی علی الموہب" (۱۳۲/۱)، طبع بیروت۔
و "مدارج النبوة": شاه عبدالحق دهلوی (۱۴/۲)، طبع لکهنو۔

(حاشیه صفحه هذا)

(۱) "المواهب اللدنیة مع شرح الزرقانی": القسطلانی (۱۳۲/۱)، بیروت۔
و "السیرة الحلبیة": علی بن برهان الدین الحلبی (۹۳/۱)، طبع بیروت۔
و "المورد الروی فی المولد النبوی": الملا علی القاری (ص۹۵)، مکة۔
و "ما ثبت من السنة وما انعم علی الامة": شاه عبدالحق دهلوی (ص ۹۸) لاہور۔
و "تواریخ حبیب اله": مفتی عنایت احمد کاکوروی (ص۱۲)، ممدوحه اشرف علی تهانوی، طبع لاہور۔
و "مدارج النبوة": شاه عبدالحق دهلوی (۱۴/۲)، طبع لکهنو۔ وغیرها
(۲) "تواریخ حبیب اله": مفتی عنایت احمد کاکوروی (ص ۱۲)، لاہور۔
(۳) "السیرة الحلبیة": علی بن برهان الدین الحلبی (۹۳/۱)، طبع بیروت۔
و "الزرقانی علی المواهب" (۱۳۲/۱)، طبع بیروت۔

قدیم اہلِ مکّہ کا معمول

قدیم اہلِ مکّہ کا معمول کیا تھا؟ اِسکی مختصر سی وضاحت ملاحظہ ہو! چنانچہ:

☆ محدِّث ابنُ الجوزی (اَلمتوفّٰی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

"اہلِ حرمینِ شریفین مکّہ، و مدینہ، اور مِصر، و یَمَن، شام، و تمام بلادِ عرب، مشرق و مغرب کے مسلمانوں کا پرانے زمانے سے معمول ہے کہ ربیعُ الاوّل کا چاند دیکھتے ہی میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے، اور خوشیاں مناتے، غسل کرتے، عمدہ لباس زیب تن کرتے، قسم قسم کی زیبائش و آرائش کرتے، خوشبو لگاتے اور ان ایّام (ربیعُ الاوّل) میں خوب خوشی و مسرت کا اظہار کرتے، حسبِ توفیق نقد و جنس لوگوں پر خرچ کرتے، اور میلاد شریف پڑھنے اور سُننے کا اہتمامِ بلیغ کرتے، اور اس کی بدولت بڑا ثواب اور عظیم کامیابیاں حاصل

کرتے۔

میلاد کی خوشی منانے کے مجرّبات سے

یہ ہے کہ جشنِ میلادُ النّبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کی برکت سے سال بھر کثرت سے خیر وبرکت،

سلامتیؔ وعافیت، رزق ومال اور اولاد میں زیادتی،

اور شہروں میں امن وامان، اور گھر بار میں سکون و

قرار رہتا ہے۔" (۱)

☆ امام احمد القسطلانی فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے اس شخص

پر جو ماہِ میلادِ پاک ربیعُ الاوّل کی راتوں کو خوشیوں

کی عیدیں بنالے، تاکہ جس کے دل میں بغض

شان رسالت کی بیماری ہے، اس کے دل پر

قیامت قائم ہو جائے۔" (۲)

☆ ملّا علی القاری المتوفّٰی (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

"اَمَّا اَهْلُ مَكَّةَ يَزِيْدُ اهْتِمَامُهُمْ بِهٖ

---

(۱) "بیان المیلاد النبوی": ابن جوزی مع اردو ترجمہ (ص ۵۷، ۵۸)، لاہور۔

(۲) "المواہب اللدنیۃ" مع الزرقانی (۱/۱۳۹)، طبع بیروت۔

عَلٰی یَومِ العِیدِ۔" (۱)

"یعنی اہلِ مکہ میلاد شریف کا اہتمام عید سے بڑھ کر کرتے۔"

شاہ ولی اللہ کا مشاہدہ

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی فرماتے ہیں:

"میں ایک بار مکہ معظمہ میں میلاد شریف کے روز مکانِ ولادتِ نبوی پر حاضر تھا، اور لوگ آپ کے ان مُعجزات کا بیان کر رہے تھے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے یا آپ کی بعثت سے قبل ظاہر ہوئے۔ تو میں نے اچانک دیکھا کہ انوار کی بارش ہوئی۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں، جن کو ایسی محافل (میلاد شریف وغیرہ) پر مقرّر کیا گیا ہے۔ نیز میں نے دیکھا کہ انوارِ ملائکہ اور انوارِ رحمت باہم ملے ہوئے ہیں۔" (۲)

---

(۱) "المورد الروی فی المولد النبوی": الملا علی القاری (ص۲۸)، مکۃ۔

(۲) "فیوض الحرمین": شاہ ولی اللہ دھلوی، عربی اردو (ص۸۰، ۸۱)، کراچی۔

مُرشِدِ اکابرِ دیوبند کا ارشاد

مُرشِدِ اکابرِ علماءِ دیوبند حاجی امدادُ اللہ مہاجر مکّی فرماتے ہیں:

"مولد شریف تمامی اہلِ حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حُجّت کافی ہے۔" (۱)

محمد بن عبدُ الوہّاب نجدی کے لختِ جگر کا فتوی

شیخ عبدُ اللہ بن محمد بن عبدُ الوہاب نجدی رقمطراز ہے:

"ابُولہب کافِر نے ولادت نبوی کی خوشی میں اپنی کنیز ثُوَیبَہ کو آزاد کیا۔ تو اس کافر کو قبر میں ہر سوموار (روزِ ولادتِ مبارکہ) کو سکون بخش مشروب چوسنے کو ملتاہے۔ تو اس موحِّد مسلمان کا کیا حال ہوگا؟ (یعنی اسے کیا کیا نعمتیں نہ ملیں گی؟) جو میلادُ النّبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی منائے۔" (ملخصا) (۲)

اللہ تعالیٰ انہیں عمل کی توفیق دے۔ فقط وَاللّٰہُ تَعَالیٰ اَعْلَمُ.

---

(۱) "شمائم امدادیہ": حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (ص ۴۷)، طبع کراچی۔

(۲) "مختصر سیرۃ الرسول": شیخ عبداللہ النجدی (ص۱۳)، طبع حافظ عبدالغفور اثری اہلحدیث، جہلم۔

مسئلہ : ۳

وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟

خوشی اور غمی منانے کا شرعی ضابطہ

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بارہ ربیعُ الاوّل یومِ میلاد ہے، نہ کہ یومِ وفات۔ لیکن اگر بالفرض یومِ وفات بھی مان لیا جائے تو میلاد کی خوشی منانا اس تاریخ کو تب بھی جائز ہی رہے گا، اور وفات کا سوگ منانا ممنوع ہو گا۔ کیونکہ نعمت کی خوشی منانا شرعاً ہمیشہ اور بار بار محبوب ہے۔ جیسے کہ جناب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام نے نزول مائدہ کے دن کو اپنے اوّلین و آخرین کے لئے یومِ عید قرار دیا تھا۔ (۱)

لیکن وفات کا غم، وفات سے تین روز کے بعد منانا قطعاً جائز نہیں۔ مگر افسوس کہ حدیث کے نام نہاد عاشق اہلحدیثوں سمیت محقّقینِ دیوبند میں ایک کو بھی اس قانونِ شرعی کی خبر نہیں۔ ورنہ ایسا

---

(۱) "القرآن" سورۃ المائدۃ (۵: ۱۱۴)۔

لغو اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔

چنانچہ امامِ دار الہجرت، امامِ مالک بن انس الاصبحی، امامِ ربانی امام محمد بن حسن الشیبانی، امامِ ابو بکر عبدُ الرزاق بن ھمام الصنعانی، امام حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ، امام ابو بکر عبد اللہ بن زبیر الحُمیدی، امامِ جلیل امام احمد بن حنبل، امامِ ابو جعفر احمد بن محمد الطّحاوی، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، امام مسلم بن الحجّاج القُشَیری، امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی بن سَورَۃ التّرمِذی، امام ابو داؤد سُلَیمان بن اشعث السِّجَستانی، امام ابو عبدُ الرّحمٰن احمد بن شعیب النَّسائی، امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی، امام ابو محمد عبد اللہ بن عبدُ الرّحمٰن الدّارمی، امامِ ابو بکر البزّار، امام ابو محمد عبدُ اللہ بن علی بن جارود النَّیشاپوری، اور امام حافظ ابو بکر احمد بن حسین البیھقی رحمھم اللہ تعالیٰ، جماعتِ محدّثین، اسانید صحیحہ و معتبرہ کے ساتھ، جماعتِ صحابہ: انس بن مالک، عبد اللہ بن عمر، امہات المؤمنین: عائشہ صدیقہ، اُمّ سلمہ، زینب بنتِ جحش، اُمِ حبیبہ، حفصہ، نیز ام عطیّہ الانصاریہ، فُرَیعَہ بنت مالک بن سِنان اُختِ ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنھم و عنھن سے مرفوعاً بالفاظ مختلفہ ایک ہی مضمون روایت فرماتے ہیں:

"اُمِرْنَا اَن لَّا نُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوقَ

ثلاثٍ، اِلَّا لِزَوْجٍ." (۱)

"ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی وفات یافتہ پر
تین روز کے بعد غم نہ منائیں، مگر شوہر پر (چار ماہ
دس روز تک بیوی غم منا سکتی ہے)۔"

ثابت ہوا کہ تین روز کے بعد وفات کا غم منانا ممنوع، اور حصول نعمت کی خوشی بار بار اور ہمیشہ منانا شرعاً محبوب ہے۔ اس لئے

---

(۱) "المؤطا": الامام مالک (ص ۲۱۹، ۲۲۰)، کراچی۔
و "المؤطا": الامام محمد (ص ۲٦۷)، طبع کراچی۔
و "المصنف": عبدالرزاق (۴۷/۷، ۴۸، ۴۹)، طبع کراچی۔
و "المصنف": ابن ابی شیبة (۲۷۹/۵، ۲۸۰، ۲۸۱) طبع کراچی۔
و "المسند": الحمیدی (۱۱۲/۱، ۱۴٦)، طبع بیروت۔
و "مسند احمد المبوب": البناء (۱۴۷/۷ تا ۱۵۱)، طبع بیروت۔
و "شرح معانی الآثار": الطحاوی (۴۸/۲، ۴۹)، طبع کراچی۔
و "الصحیح": البخاری (۸۰۴/۲)، طبع اصح المطابع کراچی۔
و "الصحیح" مسلم (۴۸٦/۱ تا ۴۸۸)، طبع اصح المطابع کراچی۔
و "الجامع السنن": الترمذی (۲۲۷/۱)، طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔
و "السنن": ابو داود (۳۱۴/۱)، طبع اصح المطابع کراچی۔
و "السنن": النسائی (۱۱٦/۲ تا ۱۱۸)، طبع اصح المطابع کراچی۔
و "السنن": ابن ماجة (۵۲/۱)، طبع اشاعة السنة النبوية، سرگودھا۔
و "السنن": الدارمی (۷۹/۲، ۸۰)، طبع نشر السنة، ملتان۔
و "مسند البزار" بحوالہ مجمع الزوائد: الهیثمی (۳/۵)، بیروت۔
و "المنتقی": ابن جارود (ص ۲۵۸، ۲۵۹)، المكتبة الاثرية، سانگلہ ہل۔
و "السنن الكبير": البیہقی (۴۳۷/۷ تا ۴۴۰)، بیروت۔ واللفظ لعبد الرزاق۔

ہم بارہ ربیعُ الاوّل کو وفات کی غمی نہیں، نعمت میلاد کی خوشی مناتے ہیں۔

جمعہ، یومِ میلاد و یومِ وفاتِ نبوی ہونے کے باوجود، یومِ عید بھی ہے

رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمْعَةِ. فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِیْهِ قُبِضَ." (۱)

"تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے، اسی روز آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اور اسی روز آپ نے وفات پائی۔"

پھر سرکار فرماتے ہیں (عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَعَلٰی آلِہٖ):

"اِنَّ هٰذَا یَوْمُ عِیْدٍ، جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِیْنَ." (۲)

"یہ جمعہ عید کا دن ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔"

---

(۱) "السنن": النسائی "(۱/۱۵۰)، کراچی۔ وغیرھا من کتب الحدیث۔

(۲) "السنن": ابن ماجہ" (۱/۷۸)، سرگودھا۔ وبمعناہ فی مسند احمد وغیرہ۔

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن یومِ میلادُ النّبی بھی ہے، اور یومِ وفاتُ النّبی بھی ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے وفات کی غمی کو نظر انداز کرتے ہوئے یوم میلاد کی خوشی کو باقی رکھا، اور ہر جمعہ کو عید منانے کا حکم دیا۔

دوپہر کے سورج کی طرح یہ مسئلہ روشن اور واضح ہو گیا کہ ایک ہی روز میں اگر غمی اور خوشی کے واقعات جمع ہو جائیں، تو از روئے شریعتِ محمدیہ "غمی کی یاد" تین روز کے بعد ختم کر دی جاتی ہے، اور "خوشی کی یاد" ہمیشہ باقی رکھی جاتی ہے۔

لہذا اگر بارہ ربیعُ الاوّل کو یومِ میلاد اور یومِ وفات بھی مان لیا جائے، تو وفات کی غمی، وفات سے تین روز بعد ختم ہو چکی، اور میلاد کی خوشی قیامت تک باقی رہے گی۔ عَلٰی رَغمِ انفِ الجَاھِلِ المُتَعَصِّب.

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ اپنے فتاویٰ و دیگر تصانیف میں واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ وَلٰکِنَّ الوَھَابِیَۃَ قَومٌ لَاّ یَعقِلُونَ.

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

لمحۂ فکریہ

اشتہار چھاپنے والے دانشور دیوبندیوں، اہلحدیثوں وہابیوں کے لئے مقامِ فکر ہے کہ انہوں نے بلاسوچے سمجھے، بارہ ربیعُ الاوّل کو میلادُ النبی کی خوشی منانے والوں پر، ان کے ضمیر و ایمان کی موت کا فتویٰ دیا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے نزدیک یومِ وفات بھی ہے۔ اب ان کا فتویٰ اللہ اور رسول پر کیا ہوگا؟ جنہوں نے روز جمعہ کو باوجود یوم وفاتُ النبی ہونے کے، خوشی کی عید منانے کا حکم دیا۔ اور کیا فتویٰ ہوگا یومِ وفات ہونے کے باوجُود روزِ جمعہ کو عید کے طور پر منانے والے مسلمانوں پر؟

اور خود دیوبندی و غیر مُقلِدین بھی تو جمعہ کو روزِ عید قرار دیتے ہیں۔ کیا یومِ وفاتُ النبی یعنی "روزِ جمعہ" کو عید قرار دینے والے تمام دیوبندیوں، اہلحدیثوں کے عُلماء و عوام سب کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے؟ اور ایمان بھی مردہ ہو چکا ہے؟ شاباش! فتویٰ ہو تو ایسا ہی ہو جو خود اپنے ہی اوپر فٹ ہو جائے ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لَو! آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

وہابیوں سے فکر انگیز سوال

جاہل اور احمق وہابیو! بُغضِ شانِ رسالت کے نشے میں مدہوشو! ذرا ہوش سنبھالو! اور سوچو! پھر جواب دو! کیا قدیم زمانے سے بارہ ربیع الاوّل کو جشنِ میلاد منانے، اور اسے شرعاً مطلوب و محبوب قرار دینے والے مکّہ، مدینہ، مِصر وشام اور مشرق و مغرب کے علماء، فقہاء، محدّثین، اولیاءِ کرام اور عامۃُ المسلمین، نیز ان کے اس عمل کو فخریہ اپنی کتابوں میں نقل کر کے ان کی تائید کرنے والے اکابر بزرگان دین مثلاً امامِ قسطلانی، امام زُرقانی، امام ابن جوزی، شمس الدین ابن الجزری، شاہ عبدُالحق مُحدِّث دہلوی، امام جلالُ الدّین سیوطی، امامِ شمسُ الدّین سخاوی، امام حافظ ابنِ حجر عسقلانی، امامِ ابو شامہ شیخُ النووِی، شیخ ابو الخطّاب ابنِ دِحیہ الاُندلسی، امام شمسُ الدّین محمد بن ناصرُ الدّین الدّمشقی، امام حافظ زینُ الدّین عراقی، امام ملا علی القاری، امام مجدُ الدّین محمد بن یعقوب الفیروز آبادی، امام علی بن برھانُ الدّین الحلبی، شاہ ولیُ اللّٰہ محدّثِ دہلوی، اور صدہا ائمۂ دین واکابرِ اسلام، بلکہ خود مرشدِ دیوبندیاں حاجی امدادُ اللّٰہ مہاجرِ مکّی وغیرُہم سب کا ایمان وضمیر مردہ تھا؟

شاہ ولی اللہ محدِّث دہلوی اور حاجی امداد اللہ مکّی جن کو تم اپنا پیرو مرشد اور مقتدا مانتے ہو، اگر تمہارے فتوے کے مطابق ان کا ضمیر و ایمان بھی مردہ ہے، تو تم مریدوں اور مقتدیوں کا ضمیر و ایمان کیونکر مردہ ہونے سے بچ سکتا ہے؟ یقیناً تمہارا ضمیر و ایمان تمہارے اپنے فتوے کے مطابق مردہ ہے۔ اور تم اپنے منہ سے خود مردہ ضمیر اور بے ایمان بن رہے ہو۔

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب دیکھیے! یہ موحّدین اپنے آپ کو اور اپنے بزرگوں کو کس طرح اپنے فتوے، اور ضمیر و ایمان کو مردہ ہونے سے بچاتے ہیں؟ دیدہ باید! اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان وہابیوں کو ہدایت دے!

لاکھ مر جائیں سر پٹک کے حسود
ہم نہ چھوڑیں گے محفلِ مولود
اپنے آقا کا ذکر کیوں چھوڑیں؟
جن کی امت ہیں ان سے منہ کیوں موڑیں؟

فقط. وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ، وَرَسُوْلُہُ الْاَکْرَمُ. صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ.

کتبہ

المفتی: محمد اشرف القادری خادم الطلبہ و مفتی جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد (مراڑیاں شریف)، بائی پاس روڈ گجرات۔ ماہِ سرور ربیع الاول ۱۹۸۷ء